[1996] سپریم کورٹ رپوٹس10.S.C.R

ازعدالت عظمی

رندھیر سنگھ رانا

بنام

ریاست ہونے کی وجہ سے دہلی انتظامیہ

20دسمبر 1996

[جی این رے اور بی ایل ہنسر یا، جسٹسز]

ضابطہ فوجداری، :1973 دفعہ 482–مجسٹریٹ ملزم کے پیش ہونے کے بعد مزید تحقیقات کا حکم دیتا ہے–منعقد، مجسٹریٹ کو خود سے مزید تحقیقات کا حکم دینے کا اختیار تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔

دفعہ 482–صرف عدالت عالیہ کے موروثی اختیارات کو بچاتا ہے– کہا گیا اختیار ماتحت فوجداری عدالتوں میں موجود نہیں ہے۔

ملزم اپیل کنندہ کے پیش ہونے کے بعد اور متعلقہ مقدمہ دوسری صورت میں اس سوال پر غور کرنے کے لیے تیار تھا کہ آیا الزام تیار کیا جانا چاہیے یا اپیل کنندہ کو فارغ کیا جانا چاہیے، متعلقہ مجسٹریٹ نے خود ہی اس معاملے میں مزید تحقیقات کا حکم دیا۔اس کے بعد اپیل کنندہ نے عدالت عالیہ کا رخ کیا جس نے کوئی راحت دینے سے انکار کر دیا۔

اپیل پر، اس عدالت سے اس سوال کا فیصلہ کرنے کے لیے رابطہ کیا گیا کہ کیا جوڈیشل مجسٹریٹ، پولیس رپورٹ کی بنیاد پر کسی جرم کا نوٹس لینے کے بعد اور سمن کی پیروی میں ملزم کی پیشی کے بعد، خود ہی معاملے کی مزید تحقیقات کا حکم دے سکتا ہے۔

اپیل کی منظوری دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد.1.1: نوٹس لینے اور ملزم کے خلاف جاری کردہ عمل کے مطابق پیش ہونے کے بعد، مجسٹریٹ کو تحقیقات کا حکم دینے کا اختیار نہیں دیا گیا۔[H–883؛A–884]

تولارام بنام کشور سنگھ، [1977] 4 ایس سی سی 459 اور ابھینندن جھا بنام دنیش مشرا، [1967] 3 ایس سی آر 668،479، ممتاز۔

1.2۔مجسٹریٹ خود مزید تحقیقات کا حکم نہیں دے سکتا۔جیسا کہ موجودہ معاملے میں مجسٹریٹ نے ایسا کیا تھا، اس کا حکم ایک طرف مقرر کیا جاتا ہے اور اسے ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ یا تو الزام بنا کر کیس کو نمٹائے یا پہلے سے موجود مواد کی بنیاد پر ملزم کو فارغ کرے۔ یہ اس انتباہ سے مشروط ہوگا کہ اگر حکم خارج کرنے کا بھی ہو، تو پولیس کی طرف سے اپنے طور پر مزید تفتیش جائز ہوگی، جو کہ تازہ فرد جرم جمع کرانے

میں بھی ختم ہوسکتی ہے۔[887–بی–سی]

ڈی لکشمی نارائن بنام وی نارائن ریڈی، اے آئی آر(1976) ایس سی 1672، کا حوالہ دیا گیا۔

ریاست راجستھان بنام ارونا دیوی، [1995] 1 ایس سی سی 1، ناقابل اطلاق قرار دیا گیا۔

ریاست بنام شنکر بلدر، 89، سی ڈبلیو این 1063، نے انکار کر دیا۔

1.3۔لحاظ سے، ضابطہ فوجداری کے پرانے ضابطے کے دونوں دفعہ 561اے، جن کے متوازی ضابطہ فوجداری کے نئے کوڈ، 1973 میں دفعہ 482 میں دفعات ہیں، نے صرف عدالت عالیہ کے موروثی اختیار کو بچایا ہے؛ یہ شک کی بات ہے کہ آیا مذکورہ اختیار کو ماتحت فوجداری عدالتوں میں بھی کہا جا سکتا ہے۔[884–ایف–جی]

رام لال نارنگ بنام ریاست (دہلی انتظامیہ)، [1979] 2 ایس سی سی 322 اور ریاست بنام مہر سنگھ، (1974) فوجداری قانون جرنل 970، حوالہ دیا گیا۔

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار: مجرمانہ اپیل نمبر 248 آف 1989۔

متفرق میں دہلی عدالت عالیہ کے 19.9.89 کے فیصلے اور حکم سے۔ 1988 کا مین نمبر 1000۔

اپیل کنندہ کی طرف سے کیلاش واسدیو اور سدھیر والیا (اے سی)

جواب دہندہ کے لیے بی دت، ڈی ایس مہرا، مس کاماکشی سنگھ مہلوال اور اروند کمار شکلا۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ہنسریا، جسٹس ۔اس اپیل میں فوجداری قانون کے ایک چھوٹے سے دھندلے علاقے میں جھانکنا ضروری ہو گیا ہے، کیونکہ ہمیں یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہا گیا ہے کہ کیا جوڈیشل مجسٹریٹ، پولیس رپورٹ کی بنیاد پر کسی جرم کا نوٹس لینے کے بعد اور جاری کردہ عمل کے مطابق ملزم کی پیشی کے بعد، کیس میں اپنی مزید تحقیقات کا حکم دے سکتا ہے۔ یہ کہ فرد جرم جمع کرانے کے بعد پولیس کو اس طرح کا اختیار دستیاب ہے، ضابطہ فوجداری، 1973 کی دفعہ 173 کی ذیلی دفعہ (8) (باب بارہویں میں: پولیس کو معلومات اور ان کے تحقیقات کے اختیارات) کے پیش نظر اب قابل بحث سوال نہیں ہے۔ یہ بھی تنازعہ میں نہیں ہے کہ دفعہ 190 (باب XIV کا حصہ: کارروائی کے آغاز کے لیے شرائط) کے تحت نوٹس لینے سے پہلے مجسٹریٹ خود تحقیقات کا حکم دے سکتا ہے، جیسا کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ

156 کی ذیلی دفعہ (3) میں کہا گیا ہے۔ مزید برآں، باب XXIV (تحقیقات اور ٹرائلز کے بارے میں عمومی دفعات) میں دفعہ 311 کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، عدالت توضیعات اخلاق کے تحت انکوائری، ٹرائل یا دیگر کارروائیوں کے کسی بھی مرحلے پر کسی بھی شخص کو گواہ کے طور پر طلب کر سکتی ہے اگر اس کا ثبوت مقدمے کے منصفانہ فیصلے کے لیے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لیکن موجودہ اپیل میں عالم مجسٹریٹ نے اپیل کنندہ کے پیش ہونے کے بعد مزید تحقیقات کا حکم دیا اور معاملہ بصورت دیگر اس سوال پر غور کرنے کے لیے تیار تھا کہ آیا الزام وضع کیا جائے یا اپیل کنندہ کو فارغ کیا جائے۔

2۔ اس سوال پر اس عدالت کا کوئی براہ راست اختیار نہ ہونے کی وجہ سے، اس معاملے پر اس عدالت اور عدالت عالیہ کے کچھ متعلقہ فیصلوں کی مدد سے، پہلے اصول کے معاملے کے طور پر اس کا جائزہ لینا ضروری تھا۔ اس نکتے کی اہمیت کے پیش نظر، ہم نے ریاست پنجاب کے ایک پینل ایڈوکیٹ، شری سدھیر والیا سے امیکس کیوری کے طور پر ہماری مدد کرنے کی درخواست کی تھی اور انہوں نے ایسا قابل تعریف طریقے سے کیا۔ سماعت کے اختتام کے بعد مدعا علیہ دہلی انتظامیہ کی جانب سے تحریری عرضیاں بھی دائر کی گئی تھیں، جن پر بھی ہم نے غور کیا ہے۔

3۔ اس عدالت فیصلے پر آتے ہوئے، سب سے پہلے ابھینندن جھا بنام دنیش مشرا، [1967] 3 ایس سی آر 668 (479) کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جس میں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ جہاں پولیس کی رپورٹ پر غور کرنے پر بھی کہ کسی ملزم کو مقدمے کی سماعت کے لیے بھیجنے کا کوئی مقدمہ نہیں بنایا گیا ہے، مجسٹریٹ کے پاس اس سلسلے میں نگرانی کے کچھ اختیارات ہونے کے باوجود، پولیس کو فرد جرم دائر کرنے کی ہدایت کرنے کا اختیار نہیں ہے کیونکہ یہ پولیس کے دائرے پر تجاوز کرنے کے مترادف ہوگا۔ جیسا کہ موجودہ معاملے میں فرد جرم داخل کرنے کی ہدایت نہیں ہے، دو ججوں کی بنچ کی طرف سے جو کہا گیا تھا اس کی کوئی براہ راست درخواست نہیں ہے اور اپیل گزار کی مدد نہیں کر سکتی۔

4۔ تاہم، شری واسدیو نے سختی سے مجسٹریٹ کے اختیارات کے بارے میں قانون کا خلاصہ کرنے پر زور دیا ہے جو کہ تلا رام بنام کشور سنگھ، [1977] 4 ایس سی سی 459 کے پیراگراف 15 میں جگہ ملنے کے طور پر نوٹس لینے سے پہلے اور بعد میں تحقیقات کے حکم سے متعلق ہے، جس میں جج فضل علی، جسٹس نے دو ججوں کی بنچ کی طرف سے بات کرتے ہوئے اس سلسلے میں درج ذیل قانونی تجویز کو ختم کیا:

"1۔ کہ مجسٹریٹ دفعہ 156 (3) کے تحت تحقیقات کا حکم صرف پیشگی ادراک مرحلے پر دے سکتا ہے، یعنی دفعہ 190، 200 اور 204 کے تحت نوٹس لینے سے پہلے اور جہاں مجسٹریٹ باب 14 توضیعات کے تحت نوٹس لینے کا فیصلہ کرتا ہے تو وہ قانون میں دفعہ 156 (3) کے تحت کسی بھی تحقیقات کا حکم دینے کا حقدار نہیں ہے حالانکہ ایسے معاملات میں جو دفعہ 202 کی شق کے تحت نہیں آتے وہ پولیس کے ذریعے تحقیقات کا حکم دے سکتا ہے جو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 202 کے مطابق تحقیقات کی نوعیت کا ہوگا۔

2۔ جہاں مجسٹریٹ نوٹس لینے کا انتخاب کرتا ہے وہ درج ذیل میں سے کوئی بھی متبادل اختیار کر سکتا ہے:

(a) وہ شکایت پر غور کرسکتا ہے اور اگر اس بات سے مطمئن ہو کہ کارروائی کے لیے کافی بنیاد موجود ہے تو وہ براہ راست ملزم کو کارروائی جاری کرسکتا ہے لیکن ایسا کرنے سے پہلے اسے دفعہ 200 کے تقاضوں کی تعمیل کرنی ہوگی اور مستغیث یا اپنے گواہوں کے ثبوت ریکارڈ کرنے ہوں گے۔

(b) مجسٹریٹ عمل کے معاملے کو ملتوی کرسکتا ہے اور خود تحقیقات کی ہدایت دے سکتا ہے۔

(c) مجسٹریٹ عمل کے معاملے کو ملتوی کرسکتا ہے اور کسی دوسرے شخص کے ذریعے تحقیقات یا پولیس کے ذریعے تحقیقات کی ہدایت دے سکتا ہے۔

.3 اگر مجسٹریٹ مستغیث اور گواہوں کے بیان پر غور کرنے کے بعد یا تحقیقات اور انکوائری کے نتیجے میں مطمئن نہیں ہوتا ہے کہ کارروائی کے لیے کافی بنیاد موجود ہیں تو وہ شکایت کو مسترد کرسکتا ہے۔

4۔ جہاں مجسٹریٹ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 156 (3) کے تحت نوٹس لینے سے پہلے پولیس کے ذریعے تحقیقات کا حکم دیتا ہے اور اس کے بعد رپورٹ حاصل کرتا ہے تو وہ رپورٹ پر کارروائی کرسکتا ہے اور ملزم کے خلاف ملزم یا براہ راست جاری کرنے کے عمل کو خارج کرسکتا ہے یا اس کے سامنے دائر شکایت پر اپنا ذہن لگا سکتا ہے اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے دفعہ 190 کے تحت کارروائی کرسکتا ہے۔

مذکورہ بالا یہ ظاہر کرتا ہے کہ نوٹس لینے اور ملزم کے اپنے خلاف جاری کردہ عمل کے مطابق پیش ہونے کے بعد، مجسٹریٹ کو تحقیقات کا حکم دینے کا اختیار نہیں دیا گیا۔ تاہم، یہ بھی شامل کیا جاسکتا ہے کہ زیر غور نقطہ تلرام میں براہ راست جانچ کے لیے سامنے نہیں آیا تھا۔

5۔ رام لال نارنگ بنام ریاست (دہلی انتظامیہ)، [1979] 2 ایس سی سی 322 کے فیصلے میں کہا گیا ہے کہ مجسٹریٹ کے پولیس رپورٹ پر کسی جرم کا نوٹس لینے کے باوجود، 1898 کے پرانے ضابطے کے تحت بھی پولیس کا مزید تحقیقات کا حق مکمل نہیں تھا اور جب تازہ معلومات سامنے آئیں تو پولیس اکثر اس طرح کے حق کا استعمال کرسکتی تھی۔ (نئے ضابطے کی دفعہ 173 کی ذیلی دفعہ (8) کی وجہ سے یہ موقف اب تنازعات سے بالاتر ہے۔) لیکن پھر ایک رائڈر کو یہ کہتے ہوئے شامل کیا گیا کہ نوٹس لینے کے بعد، پھر مجسٹریٹ اور عدلیہ کی آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے، مجرمانہ انصاف کے انتظام کی پاکیزگی اور مختلف ایجنسیوں اور اداروں کے مفادات کو برقرار رکھنے کے لیے جو اس طرح کی انتظامیہ کے مختلف مراحل کے ساتھ تفویض کیے گئے ہیں، یہ "عام طور پر مطلوب ہوگا کہ پولیس عدالت کو مطلع کرے اور تازہ حقائق سامنے آنے پر مزید تفتیش کرنے کے لیے باضابطہ اجازت طلب کرے"۔ (رپورٹ کے صفحات 337 اور 378)۔

6۔ ہماری طرف سے اٹھایا گیا سوال یہ تھا کہ اگر مزید تفتیش کے لیے پولیس کو عام طور پر عدالت سے باضابطہ اجازت لینی چاہیے، تو کیا عدالت خود مزید تفتیش کے لیے نہیں کہہ سکتی، اگر اسے مقدمے کے منصفانہ فیصلے پر پہنچنے کے لیے ضروری سمجھا جائے؟ اس بات پر شک

نہیں کیا جا سکتا کہ عدالتیں انصاف کے مقصد کو آگے بڑھانے کے لیے ہوتی ہیں۔ یہ واقعی ایک ایسی عدالت کی ضرورت ہے جس نے ریاست میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے مکمل بنچ اسٹیٹ بنام مہر سنگھ، 1974 فوجداری مقدمہ جرنل 970 کی قیادت کی تھی، تا کہ یہ نظریہ اختیار کیا جا سکے کہ نوٹس لینے کے بعد بھی عدالت موروثی طاقت کے استعمال میں مزید تحقیقات کا حکم دے سکتی ہے، جسے پرانے ضابطے کی دفعہ 561اے میں پڑھا گیا تھا جس کی دفعہ 482 میں نئے ضابطے میں متوازی شق ہے۔ جہاں تک اس فیصلے کا تعلق ہے، اس بات کی نشاندہی کی جانی چاہیے کہ ان دونوں دفعات کے لحاظ سے صرف عدالت عالیہ کے موروثی اختیارات کو بچایا گیا ہے؛ یہ شک کی بات ہے کہ آیا مذکورہ اختیار ماتحت فوجداری عدالتوں میں بھی موجود ہے۔

7۔شری واسدیو نے اس پر بہت تکلیف اٹھائی، یہ دعوی کرنے کے لیے کہ ضابطہ اخلاق نے کسی مقدمے کے مختلف مراحل پر استعمال کیے جانے والے اختیارات کو الگ کر دیا ہے، یعنی، نوٹس لینے کے بعد نوٹس لینے کے وقت، ملزم کے پیش ہونے کے بعد، اور مقدمے کی سماعت شروع ہونے کے بعد الزام وضع کیا جا رہا ہے۔ فاضل وکیل نے اس عدالت طے شدہ مقدمات کی بنیاد پر زور دیا کہ مزید تفتیش کا اختیار بلاشبہ پہلے مرحلے میں موجود ہے، دوسرے مرحلے میں موجود ہو سکتا ہے اور دفعہ 311 مقدمے کی سماعت کے دوران کسی بھی گواہ سے جانچ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن تیسرے (درمیانی) مرحلے پر یہ اختیار کسی عدالت کو نہیں دیا گیا ہے۔ اس مرحلے پر جو کچھ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے سے ریکارڈ میں موجود مواد کو دیکھا جائے اور یا تو فریم چارج کیا جائے، اگر پہلی نظر میں کوئی مقدمہ بن جاتا ہے، یا کوڈ کے باب XVII میں شامل متعلقہ توضیعات ذہن میں رکھتے ہوئے ملزم کو خارج کر دیا جائے، جس کا عنوان چارج ہے۔ یقینا، خارج ہونے سے پولیس کی طرف سے مزید تفتیش اور اس کے بعد بھی چارج شیٹ کے سب مشن کو روکا نہیں جا سکے گا، اگر اس کے لیے کوئی مقدمہ بنا لیا جائے۔

8۔مذکورہ بالا پیشکش کی حمایت میں شری واسدیو کی طرف سے خدمت میں ڈالا گیا فیصلہ ڈی لکشمی نارائن بنام وی نارائن ریڈی، اے آئی آر (1976) ایس سی 1672 میں پیش کیا گیا ہے۔ ہماری توجہ، خاص طور پر اس بات کی طرف مبذول کرائی گئی ہے جو فیصلے کے پیراگراف 17 میں بیان کیا گیا ہے، جو درج ذیل ہے :

"17۔دفعہ 156 (3) باب بارہویں میں عنوان کے تحت آتا ہے: "پولیس کو معلومات اور تحقیقات کرنے کے ان کے اختیارات؛ جبکہ دفعہ 202 باب XV میں ہے جس کا عنوان ہے "مجسٹریٹ کو شکایات کا"۔ دفعہ 156 (3) کے تحت پولیس تحقیقات کا حکم دینے کا اختیار دفعہ 202 (1) کے ذریعے دی گئی براہ راست تحقیقات کے اختیار سے مختلف ہے۔ دونوں مختلف مراحل پر مختلف شعبوں میں کام کرتے ہیں۔ پہلا پری کوگنیزنس مرحلے پر قابل عمل ہے، دوسرا پوسٹ کوگنیزنس مرحلے پر جب مجسٹریٹ کیس کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ یعنی کسی قابلِ دست اندازی کے ارتکاب سے متعلق شکایت کی صورت میں مجسٹریٹ دفعہ 190 (1) (اے) کے تحت جرم کا نوٹس لینے سے پہلے دفعہ 156 (3) کے تحت اختیار حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ ایک بار اس طرح کا نوٹس لیتا ہے اور باب XV میں شامل طریقہ کار کو شروع کرتا ہے، تو وہ پری کوگنیزنس مرحلے پر واپس جانے اور دفعہ 156 (3) کا فائدہ اٹھانے کا اہل نہیں ہے۔ مزید یہ بات قابل ذکر ہے کہ دفعہ 156 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت دیا گیا حکم، دفعہ 156 (1) کے تحت تحقیقات کے اپنے مکمل اختیارات کا استعمال کرنے کے لیے پولیس کو یاد دہانی یا اطلاع دینے کی نوعیت کا ہے۔ اس طرح کی تحقیقات میں پورے مسلسل عمل کو شامل کیا جاتا ہے جو دفعہ 156 کے تحت ثبوت جمع کرنے سے شروع ہوتا ہے اور دفعہ 173 کے تحت رپورٹ یا فرد جرم کے ساتھ ختم

ہوتا ہے۔ دوسری طرف، دفعہ 202 ایک ایسے مرحلے پر آتی ہے جب مجسٹریٹ نے باب XV کے تحت کارروائی میں کچھ ثبوت اکٹھا کیے ہیں، لیکن اسے مقررہ طریقہ کار میں اگلے مرحلے کے بارے میں فیصلہ لینے کے لیے ناکافی سمجھا جاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں مجسٹریٹ کو دفعہ 202 کے تحت یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس دفعہ کے تحت مقرر کردہ حدود کے اندر تحقیقات کی ہدایت کرے تا کہ یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ کارروائی کے لیے کافی بنیاد موجود ہے یا نہیں۔ اس طرح دفعہ 202 کے تحت تحقیقات کا مقصد پولیس رپورٹ پر نیا مقدمہ شروع کرنا نہیں ہے بلکہ مجسٹریٹ کو اس کے سامنے شکایت پر پہلے سے قائم کارروائی کو مکمل کرنے میں مدد کرنا ہے۔"

9۔ شری والیا، جنہوں نے عدالت کی مدد کے لیے سخت محنت کی، نے ہمیں لاء کمیشن آف انڈیا کی 41ویں رپورٹ کے متعلقہ حصے کا حوالہ دیا جس کی سفارش کے مطابق دفعہ 173 کی ذیلی دفعہ (8) کو نئے ضابطے میں شامل کیا گیا تھا۔ لیکن یہ بھی اس سوال پر روشنی نہیں ڈالتا جس کے ساتھ ہم پکڑے گئے ہیں۔ مزید برآں، تعلیم یافتہ وکیل نے اعتراضات اور وجوہات کے بیان کو ہمارے نوٹس میں لایا، اسی طرح نئے ضابطے کی شقوں سے متعلق نوٹ بھی؛ لیکن وہاں بھی ہمیں کوئی روشنی نہیں ملتی ہے۔ شری والیا نے جن فیصلوں کا حوالہ دیا ہے، ان میں سے سب سے قریب ترین فیصلہ ریاست میں کلکتہ عدالت عالیہ کے جج بنام شنکر ہلدر، 86 سی ڈبلیو این 1063 کا ہے، جس میں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ عدالت کو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 173(8) توضیعات کے تحت مزید تفتیش کے لیے کوئی حکم دینے سے منع نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن پھر، یہ ایسا معاملہ نہیں تھا جہاں نوٹس لیا گیا تھا اور ملزم جاری کردہ عمل کے مطابق پیش ہوا تھا۔ اس طرح، فیصلہ ہمیں زیر غور سوال کا جواب دینے میں مدد نہیں کرتا ہے۔

10۔ ریاست راجستھان بنام ارونا دیوی، [1995] 1 ایس سی سی 1 میں اس عدالت کا فیصلہ، جس پر ہماری توجہ ریاست کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل شری دت نے طلب کی تھی، بھی مددگار نہیں ہے، کیونکہ اس معاملے میں مجسٹریٹ کے ذریعے نوٹس لینے کے بعد مزید تفتیش کرنے کا پولیس کا اختیار جانچ کے لیے سامنے آیا تھا۔ تاہم، موجودہ اپیل میں شامل نقطہ پولیس کے مزید تفتیش کرنے کے اختیار سے متعلق نہیں ہے بلکہ مجسٹریٹ کے اس طرح کی تحقیقات کا حکم دینے سے متعلق ہے۔

11۔ مذکورہ بالا اس عدالت اور کچھ ہائی کورٹس کے مختلف فیصلوں سے قابل فہم قانونی حیثیت ہونے کی وجہ سے، ہم اس بات سے اتفاق کریں گے، جیسا کہ فی الحال مشورہ دیا گیا ہے، شری واسدیو کے ساتھ کہ جس گرے ایریا میں ہم نے اپنے مجسٹریٹ کو بھیجا ہے اس کے اندر مزید تحقیقات کا حکم نہیں دے سکتے۔ جیسا کہ موجودہ معاملے میں فاضل مجسٹریٹ نے ایسا کیا تھا، ہم اس کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور اسے ہدایت دیتے ہیں کہ وہ یا تو الزام بنا کر کیس کو نمٹائے یا پہلے سے موجود مواد کی بنیاد پر ملزم کو فارغ کرے۔ یہ اس انتباہ سے مشروط ہوگا کہ اگر حکم خارج کرنے کا بھی ہو تو پولیس کی طرف سے اپنے طور پر مزید تفتیش جائز ہوگی، جو کہ یا تو نئی فرد جرم جمع کرانے میں بھی ختم ہو سکتی ہے۔

12۔ اپیل اسی کے مطابق قابل قبول ہے۔

ایس۔ایس۔

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:55
I am the author of this
document